ALBAHIS: RESEARCH JOURNAL
OF ISLAMIC STUDIES SCIENCES

الباحث: ریسرچ جرنل آف اسلامک اسٹڈیز سائنسز

محصول عائد کرنے کے لیے لازمی شرائط اسلامی تعلیمات کی روشنی میں

Prerequisities for taxation Research study in the light of Islamic teachings

Muhammad Maqsood Lakho

Ph.D Research Scholar, Department of Comparative Religion & Islamic Culture University of Sindh, Jamshoro

Email: maqsood.lakho55@gmail.com

To cite this article:

M. Maqsood Lakho Jan – June (2020). urdu

محصول عائد کرنے کے لیے لازمی شرائط اسلامی تعلیمات کی روشنی میں

Prerequisities for taxation Research study in the light of Islamic teaching Analysis. *Albahis: Journal of Islamic Sciences Research*, *1*(1), 19–32. Retrieved from https://brjisr.com/index.php/brjisr/article/view/14

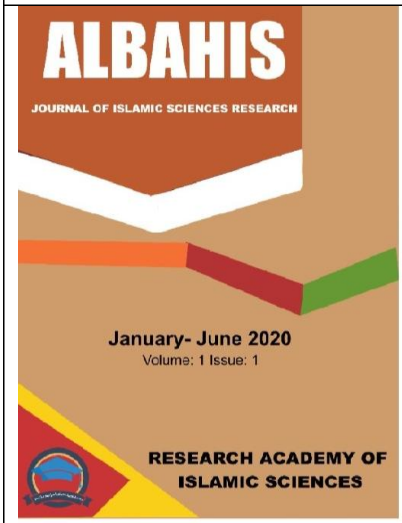

Attribution-NonCommercial-ShareAlike 4.0 International (CC BY-NC-SA 4.0)

OPEN ACCESS

محصول عائد کرنے کے لیے لازمی شرائط اسلامی تعلیمات کی روشنی میں

Prerequisities for taxation Research study in the light of Islamic teachings

محمد مقصود لاکھو

Abstract

Nobody on face of earth can reply the question full justification that will the experts of economy forms with the policy of taxation without any prejudice or discrimination and the same will replicate the aspirations of people. This is the point where religion intervenes which lay down permanent solution to solve this taxation problem. God has bestowed a human a gift of common sense but when this fail to solve human problems then the religion or laws of God offer the remedy/solution of such intricate problems. We human have certain limits/ shortcomings in our sense this it is only super natural power of sharia provides us true and proper guidance. In holy Quran it is clearly mentioned that no any ruler or parliament of the world is empowered to levy tax on people. This only rests with God and his holy prophets who have laid down the complete procedure of taxation which is free from all defects and is in the best interest of human wellbeing. It is the only way by which this tug of war between rulers and ruled may be sorted out once far all.

Keywords: Taxation, sharia, taxation problem

کلیدی الفاظ: محاصل، شریعہ، محاصل کے مسائل

موضوع کا تعارف

محصول کا لفظ حصل سے ہے جس کے معنی ہیں ہر شے کا بقیہ، جو باقی رہ جائے اور محصول سے مراد حاصل ہونے والی چیز۔ فرہنگ آصفیہ میں محصول کے لغوی معنی: حاصل کیا گیا، حاصل کردہ، خراج، کرایہ، اجر، آمدنی کے ہیں۔[1]

دورِ حاضر میں اس کے لیے لفظ "ٹیکس" مستعمل ہے۔ انسائیکلوپیڈیا امریکہ کے مطابق ٹیکس سے مراد ہے:

> Taxes are compulsory payments to the Government to support the Public Service.[2]
>
> (وہ ضروری ادائیگیاں جو حکومت کو خدمات عامہ کے عوض کی جاتی ہیں ٹیکس کہلاتی ہیں)

---

[1] سید احمد دھلوی، فرہنگ آصفیہ، مکتبہ حسن سہیل لمیٹڈ، لاہور، 186:2

[2] The Encyclopedia Americana, Grolier Incorporated U.S.A 1987, 24: 287

الغرض محاصل سرکاری آمدنی کا ایک اہم ذریعہ ہے اور یہ وہ رقم ہوتی ہے جو کہ شہریوں کو دی جانے والی سہولیات کے بدلے میں حکومت وصول کرتی ہے۔

پاکستان میں عام طور پر ٹیکسوں کی دو اقسام ہیں: براہ راست ٹیکس اور بلاواسطہ ٹیکس۔ براہ راست ٹیکس تنخواہوں، زمین و جائیداد اور کاروباری اداروں پر لاگو ہوتا ہے۔ بلاواسطہ ٹیکس مثلاً سیلز ٹیکس، ایکسائز ٹیکس جو کہ بظاہر صنعت کاروں اور تاجروں سے وصول کئے جاتے ہیں لیکن ان کا اصل بوجھ عام آدمی پر ہی پڑتا ہے اور یہ بلاواسطہ ٹیکس ہی حکومت کی 60 فیصد آمدنی کا ذریعہ ہیں۔

اسلامی نظام محاصل انتہائی عادلانہ نظام ہے۔ طلوع اسلام کے بعد جس خطے میں بھی اسلامی حکومت کا قیام عمل میں آیا وہاں سے ظالمانہ محاصل کا خاتمہ کر کے ایک نہایت منصفانہ نظام محاصل رائج کیا گیا۔ کسی بھی مملکت اور ریاست کو ملکی انتظامی امور چلانے کے لیے اور ہمہ جہت جائز اخراجات کو پورا کرنے کے لیے وسائل کی ضرورت ہوتی ہے اور ان وسائل کو پورا کرنے کے لیے نبی کریم ﷺ، خلفاء راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مبارک میں بیت المال کا ایک مربوط نظام قائم تھا اور اس میں مختلف قسم کے اموال جمع کیے جاتے تھے۔

مالیاتی پالیسی کے اہم مقاصد

کسی بھی ملک کی معاشی ترقی کے لیے مالیاتی پالیسی بنیادی اہمیت کی حامل ہے۔ مالیاتی پالیسی حکومت کی سالانہ آمدنی و اخراجات سے متعلق ہوتی ہے جس میں یہ اندازہ لگایا جاتا ہے کہ حکومت کو کن ذرائع سے آمدن حاصل ہو گی اور کن امور پر خرچ کی جائے گی۔[3] اس میں معاشی ترقی کے لیے مقاصد واضع کیے جاتے ہیں، اہداف مقرر کیے جاتے ہیں اور ان اہداف کے حصول کے لیے مالی وسائل کے حصول اور مختص کیے جانے کے بارے میں حکمت عملی وضع کی جاتی ہے۔ عصر حاضر میں حکومتیں معاشی ترقی کے لیے متعدد اقدامات کرتی ہیں مثلاً سرحدوں کی حفاظت کے لیے فوج کا محکمہ اور داخلی امن وامان کی بحالی کے لیے پولیس اور عدالتی نظام قائم کیا جاتا ہے۔ سرکاری سطح پر عوام کی فلاح و بہبود کے لیے تعلیم، صحت، صاف پانی اور صاف ماحول کے علاوہ دیگر سہولیات فراہم کی جاتی ہیں۔ زراعت، صنعت، تجارت، درآمدات و برآمدات، مواصلات اور بینکاری کی ترقی کے لیے اقدامات کیے جاتے ہیں۔ بجلی کی فراہمی اور آبپاشی کا نظام بہتر کرنے کے لیے ڈیم تعمیر کیے جاتے ہیں۔ ذرائع نقل و حمل کے لیے سڑکوں، پلوں، ریل کی پٹری، ہوائی اڈوں اور بندرگاہوں کی تعمیر کی جاتی ہے۔ افرادی قوت کو تعلیم سے آراستہ کرنے اور روزگار کی فراہمی کے لیے اقدامات کیے جاتے ہیں۔

[3] Mankiw, N. Gregory, Macro Economics, Worth Publisher, New York,2000, P.536

1۔ مضبوط دفاع

پاکستان کی مالیاتی پالیسی کا ایک اہم مقصد دفاع کو مظبوط بنانا ہے کیونکہ ملک کی سرحدوں کی حفاظت کے بغیر معاشی ترقی ممکن نہیں ہے۔ درحقیقت پاکستان کی امن وامان کی خرابی میں بیرونی عناصر کارفرما ہیں۔ خارجہ پالیسی کے تعین، سیاسی اور معاشی معاملات میں اگر اسلامی تعلیمات کو مدنظر رکھا جاتا تو یقیناً بدامنی اور بے یقینی کی اس فضا سے بچا جاسکتا تھا جس سے پاکستان کی ترقی متاثر ہورہی ہے۔ ریاستِ مدینہ میں نبی ﷺ نے ملکی دفاع کا اہتمام کیا اور جن بیرونی عناصر کا خطرہ تھا ان پر لشکر کشی کی گئی جیسے غزوہ تبوک اور غزوہ موتہ عیسائیوں اور غزوہ خیبر یہودیوں کے ساتھ لڑے گئے۔

2۔ داخلی امن وامان

داخلی امن وامان کی اہمیت کا اندازہ نبی ﷺ کی سیاسی بصیرت اور حکمت عملی سے بھی پتہ چلتا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ ہجرت کرنے کے بعد مدینہ کے امن وامان کے پیش نظر انصار اور مہاجرین کے درمیان رشتہ اُخوت استوار کروایا تاکہ معاشرتی اور معاشی خوشحالی ممکن ہوسکے۔ داخلی امن وامان کی بحالی کے لیے ٹھوس اقدامات حکومت کی اولین ترجیح ہونی چاہیے تاکہ ملک میں امن وسکون کے قیام سے معاشی سرگرمیاں بحال ہوسکیں اور پاکستان ترقی کی راہ پر گامزن ہوسکے اس لیے پاکستان کے سالانہ وفاقی بجٹ میں امن وامان ودفاع کے لیے فنڈز کو اہمیت دی جاتی ہے۔

3۔ قیمتوں کی سطح میں استحکام

پاکستان کی مالیاتی پالیسی کا اہم مقصد قیمتوں کی سطح میں استحکام قائم رکھنا ہے۔ اکنامکس سروے رپورٹ کے مطابق اس وقت پاکستان میں سیلز ٹیکس کی شرح میں اضافے سے مقررہ آمدنی والے طبقے کے لیے مالی مشکلات میں اضافہ ہوتا ہے۔[4] اشیاء صرف پر اعانوں کی پالیسی سے ہی پسماندہ طبقہ کو اشیاء سستے داموں دستیاب ہوسکتی ہے۔ مالیاتی پالیسی کا اہم مقصد قیمتوں کی سطح میں استحکام لانا ہے تاکہ صارفین کو اشیاء مناسب نرخوں پر دستیاب ہوسکیں۔

4۔ دولت کی منصفانہ تقسیم

پاکستان کی مالیاتی پالیسی کا اہم مقصد دولت کی منصفانہ تقسیم ہے۔ اسلامی ریاست میں عام حالات میں تاجروں اور اشیاء کے پیداکنندہ کو معیشت میں آزادی ہوتی ہے کہ اشیاء تجارت اور پیداوار کو جس نرخ پر چاہیں فروخت کریں۔ اشیاء کی قیمتیں طلب ورسد کی آزادانہ قوتوں سے متعین ہوتی ہیں۔ ریاست اس سلسلے میں کوئی مداخلت نہیں کرتی لوگوں کے کہنے پر نبی ﷺ نے نرخ کا تعین نہیں کیا۔

[4] Government of Pakistan, Pakistan Economy Survey 2007-08, Islamabad: Ministry of Finance, P:65, Pakistan Economic Survey 2014-15, P 70.

عن انس، قال الناس: "یارسول اللہ، غلا السعر، فسعر لنا.
فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: إن اللہ هو المسعر القابض
، الباسط، الرازق، وإنی لارجو ان القی اللہ ولیس احد منکم
یطالبنی بمظلمة فی دم ولا مال. "

"انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ لوگوں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! گرانی بڑھ گئی ہے لہٰذا آپ (کوئی مناسب) نرخ مقرر فرما دیجئے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا'' :نرخ مقرر کرنے والا تو اللہ ہی ہے، (میں نہیں) وہی روزی تنگ کرنے والا اور روزی میں اضافہ کرنے والا، روزی مہیا کرنے والا ہے، اور میری خواہش ہے کہ جب اللہ سے ملوں، تو مجھ سے کسی جانی ومالی ظلم وزیادتی کا کوئی مطالبہ کرنے والا نہ ہو) اس لیے میں بھاؤ مقرر کرنے کے حق میں نہیں ہوں" ۔[5]

پاکستان کی تاریخ میں مختلف حکمرانوں کی طرف سے مخصوص افراد کو دی جانے والی سہولیات کی وجہ سے دولت کی تقسیم غیر منصفانہ ہوئی۔ عمر نعمان اس بارے میں لکھتے ہیں کہ 60 کی دہائی میں " ملک کے صنعتی اور انشورنس کے اثاثے 22 خاندانوں کی ملکیت تھے"۔[6]

5۔ بچتوں اور سرمایہ کاری میں اضافہ

پاکستان کا ایک اہم مالی مسئلہ ٹیکسوں سے حاصل ہونے والی آمدنی میں کمی کا ہے۔ پاکستان میں ٹیکس کی وصولیاں جی ڈی پی کے دس فیصد سے بھی کم ہیں جبکہ یہ شرح سری لنکا میں 14 فیصد، بھارت میں 16 فیصد، ملائیشیاء میں 18 فیصد اور ترکی میں 29 فیصد ہے۔[7] پاکستان میں صرف 30 لاکھ افراد انکم ٹیکس ادا کرتے ہیں اور سیلز ٹیکس میں صرف ایک لاکھ افراد رجسٹرڈ ہیں۔[8] داخلی بچتوں میں اضافہ کے لیے افراد کو طرز زندگی میں سادگی اپنانے کی ترغیب دینے کی ضرورت ہے۔ بیرون ممالک پاکستانیوں کو روزگار کے موقع ملنے کی وجہ سے بیرونی ترسیلات میں اضافہ ہو رہا ہے۔ اسراف تبذیر کو کم کرنے اور اشیاء تعیشات

[5] ابوداؤد سلیمان بن اشعث بن اسحاق، السجستانی، السنن، کتاب البیوع، باب فی التسعیر، حدیث نمبر: 3451، ط الاولی، دا السلام، ریاض، 1420ھ/1999۔

[6] Omer Noman, the Political Economy of Pakistan, KPI, London 947, 1988, P: 41.

[7] بجٹ تقریر 2011-2012ء، ص 27۔

[8] بجٹ تقریر 2012-2013ء ص 35۔

کی درآمدات پر بھاری کسٹم ڈیوٹی عائد کرنے سے بھی اشیاء تعیشیات کے صرف میں کمی آسکتی ہے اور بچتوں میں اضافہ بھی ممکن ہے۔

6۔معاشی ترقی

مالیاتی پالیسی کا اہم مقصد معاشی ترقی کے لیے پالیسیاں وضع کرنا اور عملی اقدامات کرنا ہے۔قیام پاکستان کے بعد سے پاکستان کی معاشی ترقی اتار چڑھاو کا شکار رہی جیسا کہ ساٹھ کی دہائی میں اوسطاً سالانہ جی ڈی پی[9] 8ء6 فیصد، ستر کی دہائی میں 8ء4 فیصد، اسی کی دہائی میں 5ء6 فیصد، نوے کی دہائی میں 6ء4 فیصد، بیس کی دہائی میں 7ء4 فیصد، مالی سال 2008ء میں 5 فیصد، مالی سال 2012ء میں 4ء3 فیصد اور مالی سال 2014ء میں 4 فیصد رہی۔[10]

پاکستان میں برسراقتدار آنے والی تمام حکومتوں نے معاشی ترقی کے لیے پالیسیاں وضع کیں اور ان پالیسیوں کو عملی جامہ پہنانے کے لیے بیرونی وسائل پر انحصار کیا۔اس طرح پاکستان کے بجٹ کے خسارے کو داخلی اور بیرونی قرضوں سے پورا کیا جاتا ہے اس سے ترقی کی راہ میں رکاوٹیں پیدا ہو گئی ہیں۔

7۔فلاح عامہ

پاکستان کی مالیاتی پالیسی کا اہم مقصد عوام کی فلاح و بہبود میں اضافہ کرنا ہے۔افراد معاشرہ کو تعلیم، صحت عامہ، نقل و حمل، صاف پانی اور صاف ماحول کی سہولیات فراہم کرنا ریاست کی ذمہ داری ہے۔

پاکستان کے ہر مالی سال کے بجٹ میں فلاح عامہ کے لیے فنڈز مختص کیے جاتے ہیں۔تاہم یہ فنڈز عوام کی ضروریات کے لحاظ سے ناکافی ہیں۔

---

[9] کسی مخصوص مدت (عموماً مالیاتی سال) کے دوران کسی ملک کی حدود میں پیدا ہونیوالی تمام اشیاء اور خدمات کی بازار میں موجود قدر (مارکیٹ ویلیو) خام ملکی پیداوار (GDP - Gross Domestic Product) کہلاتی ہے۔یہ معاشی ترقی کا سب سے اہم شماریاتی اشاریہ ہے۔اس میں وہ اشیاء اور خدمات شامل نہیں ہیں جو اس ملک کے شہری غیر ممالک میں پیدا کرتے ہیں۔اگر ہم اس میں وہ اشیاء اور خدمات شامل کر دیں جو اس ملک کے شہری غیر ممالک میں پیدا کرتے ہیں اور وہ پیداوار تفریق کریں جو غیر ملکی اس ملک میں کر رہے ہیں تو اسے خام قومی پیداوار (GNP - Gross National Product) کہتے ہیں۔

[10] Pakistan Economic Survey 2014-15, Economic and Social Indicators, P.1. http://www.finance.gov.pk/survey/chapters_15/Economic_Indicatiors.pdf retrieved 22december 2018.

محصول عائد کرنے کے لیے لازمی شرائط

صاحبِ نصاب لوگوں پر اصل حق صرف زکواۃ ہی ہے اس لئے اس کے علاوہ جو بھی محصول عائد کیا جائے گا اس کے لیے لازمی شرائط کا ہونا ضروری ہے اگر شرائط کا لحاظ نہ رکھا جائے گا تو لگایا جانے والا محصول ظلم و زیادتی پر مبنی سمجھا جائے گا جس کے لئے احادیث میں وعید آئی ہے۔ محاصل عائد کرنے کے لیے درج ذیل شرائط کو مدِ نظر رکھا جائے گا.

حقیقی ضرورت

صاحب نصاب لوگوں پر اصل حق صرف زکواۃ ہی ہے اس لئے اس کے علاوہ جو بھی محصول عائد کیا جائے گا اس کے لئے لازمی شرط ہے کہ وہ عند الضرورت اور بقدر ضرورت ہو اور بیت المال یہ ضرورت پوری کرنے سے قاصر ہو،

امام شاطبیؒ لکھتے ہیں:

> وار تفعت حاجات الجند الی ما یکفیهم، فللامام- اذا کان عدلاً- ان یوظف علی الاغنیاء مایراہ کافیاً لهم فی الحال الی ان یظهر مال بیت المال، ثم الیه النظر فی توظیف ذالك علی الغلات والثمار اوغیر ذالك؛[11]
>
> " اگر فوج کی ضروریات بیت المال سے پوری نہ ہو رہی ہوں تو امام عادل کا حق ہے کہ امراء پر کچھ محاصل عائد کر دے جس سے اس وقت کی ضروریات پوری ہو سکیں جب تک کہ بیت المال ان کی ضروریات پوری کرنے پر قادر نہ ہو جائے پھر یہ اس کی (امام عادل) مرضی ہے کہ غلہ اور پھلوں پر محصول عائد کرے یا دیگر اشیاء پر۔"

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اگر حکومت کو مال کی حقیقی ضرورت ہو، منصوبوں کو پورا کرنے کے لیے کوئی ذریعہ نہ ہو اور لوگوں پر ٹیکس کا بار ڈالے بغیر مقاصد حاصل نہ کئے جا سکتے ہوں تو نیا محصول عائد کیا جا سکتا ہے لیکن مناسب یہ ہے کہ اس ضرورت کی توثیق منتخب مجلس شوریٰ سے کروائی جائے۔

قرآن وسنت نے بلاشبہ شوریٰ کو مسلمان معاشرہ کا بنیادی عنصر قرار دیا ہے

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

[11] الشاطبیؒ ابی اسحاق ابراھیم بن موسی بن محمد، الاعتصام، دار ابن عفان سعودیہ، 1992، ص619۔

وَالَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ[12]

ترجمہ: "اور وہ جو اپنے رب کا حکم مانتے ہیں اور نماز ادا کرتے ہیں، اور ان کا کام باہمی مشورے سے ہوتا ہے، اور ہمارے دیے ہوئے میں سے کچھ دیا بھی کرتے ہیں۔"

اس آیت مبارکہ میں شوریٰ کا ذکر اللہ کی دعوت قبول کرنے، نماز قائم کرنے اور خرچ کرنے کے ساتھ ہوا ہے۔ محصول عائد کرنے کے لئے ضروری ہے کہ ملک و قوم کی سلامتی و بقا اور عوام کی فلاح و بہبود کے لیے اس کی حقیقی ضرورت ہو اور دستیاب وسائل سے ضرورت پوری نہ ہو سکتی ہو۔ یعنی بغیر اشد ضرورت کے سلام کسی نئے محصول کو عوام پر عائد کرنے کی اجازت نہیں دیتا ہے۔ اور جب ضرورت پوری ہو جائے تو محصول بھی ختم کر دیا جائے۔ "عائد شدہ محصول ضرورت رفع ہونے پر ختم کیا جائے" ضرورت کے حوالے سے ایک اور امر ملحوظ خاطر رہے کہ "محصول بقدر ضرورت ہو حقیقی ضرورت کو عذر بنا کر زائد از ضرورت محصول عائد کرنا اسلامی اصول کے خلاف ہوگا۔[13]

استطاعت سے زیادہ بوجھ نہ ہو

اسلام میں یہ صرف مسلمانوں پر بلکہ غیر مسلموں پر بھی استطاعت سے زیادہ بوجھ نہ ڈالنے کی تاکید کرتا ہے، خلفاء راشدین کے دَور کی بہت سے واقعات اس کی بہترین مثالیں ہیں۔ حضرت عمر نے ایک دفعہ کچھ آدمیوں کو دھوپ میں کھڑا پایا پتہ چلا کہ جزیہ نہ دینے پر انھیں سزا دی جا رہی ہے حالانکہ وہ ادائیگی کے قابل نہ تھے۔ آپ کو یہ بات بری معلوم ہوئی اور آپ نے ان کے امیر کے پاس جا کر کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے جو انسانوں کو عذاب میں مبتلا کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو عذاب میں مبتلا کرے گا۔[14]

اسلامی نظریاتی کونسل نے بھی اپنی رپورٹ میں حکومت کو سفارش کی ہے کہ " محصول حسب مقدرت ہونا چاہیئے جس شخص کے پاس وسائل زیادہ ہیں ان پر محصول کا بار زیادہ ہو اور جس کے پاس کم وسائل ہیں ان پر کم "[15]

---

[12] الشوریٰ 38

[13] ا اسلامی نظام محاصل اور قوانین محاصل، اسلامی نظریاتی کونسل کی بارہویں رپورٹ، اسلامی نظریاتی کونسل اسلام آباد، ص 8۔

[14] ابو یوسف، یعقوب بن ابراہیم، کتاب الخراج، مترجم: نیاز احمد اوکاڑوی، مکتبہ رحمانیہ، مطبع خضر جاوید پرنٹرز لاہور، س-ن، ص 341۔

[15] اسلامی نظام مالیات و قوانین مالی، اسلامی نظریاتی کونسل کی بارہویں رپورٹ، ص 8۔

ضرورت سے زائد آمدنی پر محصول

اسلام کا نظام محاصل عدل پر مبنی ہے۔ صرف ضرورت سے زائد آمدنی پر ہی محصول عائد کرتا ہے۔ معاشرے کے ایسے افراد پر محصول لاگو نہیں کرتا جو ادا کرنے کے بعد خود محتاج ہو جائیں۔ امام بخاری نے صحیح البخاری میں یہ حدیث نقل کی ہے، حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لاصدقة الا عن ظهر غنى[16]

" صدقہ اس صورت میں جائز ہے کہ اس کی (دینے والے کی) مالداری قائم رہے۔"

خير الصدقة ما كان عن ظهر غنى وابدا بمن تعول[17]

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہترین خیرات وہ ہے جس کے دینے کے بعد آدمی مالدار رہے۔ پھر صدقہ پہلے انہیں دو جو تمہاری زیر پرورش ہیں۔"

"یعنی ٹیکسوں کا بار صرف ان لوگوں پر پڑنا چاہیے جو اپنی ضرورت سے زیادہ مال رکھتے ہوں اور ان کی دولت کے بھی صرف ان حصہ پر بار ڈالا جانا چاہیے جو ان کی ضروریات سے زائد بچتا ہو۔"[18]

بلاواسطہ محاصل (Direct Taxes)

اس سے مراد وہ محصول ہے جس کا بوجھ براہ راست اسی فرد پر پڑتا ہے جس پر عائد کیا گیا ہو یہ بار کسی دوسرے کی طرف منتقل نہیں کیا جا سکتا۔

"Direct tax is one that cannot be shifted by the taxpayer to someone else"[19]

" براہ راست محصول ایک ایسا محصول ہے جس کو ادا کرنے والا کسی دوسرے کی طرف منتقل نہیں کر سکتا۔"

یہ محصول اسی فرد کی آمدنی یا دولت پر عائد کیا جاتا ہے جو کہ اسے ادا کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے اور اسے ہی ادا کرنا ہوتا ہے۔

"A tax whose burden falls directly on the person or thing taxed and cannot be shifted to another person or thing"[20]

---

[16] البخاری، ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب الزکوۃ، باب لاصدقة الا عن ظهر غنى، ترجمہ: حافظ عبدالستار حماد، دا السلام، سعودی عرب، ج 2، حدیث نمبر 1426، ص 159۔

[17] ایضا، ص 160۔

[18] ابوالاعلیٰ، قرآن کی معاشی تعلیمات، اسلامک پبلیکیشنز لاہور 1969، ص 64۔

[19] The New Encyclopedia Britannica, Chicago 15th Edition, 28.408

" ایسا محصول ہے جس کا بوجھ براہ راست اسی فرد یا چیز پر پڑتا ہے جس پر محصول عائد کیا گیا ہو اسے کسی دوسرے فرد یا چیز کی طرف منتقل نہیں کیا جاسکتا۔"

یہی مفہوم Encyclopedia of Social Science میں بیان کیا گیا ہے کہ

"A direct tax in this usage refers to one in which the legal tax payer cannot shift of the tax liability to other people"[21]

یہ محصول براہ راست اس لیے کہلاتا ہے جیسا کہ تعریف سے ظاہر ہے کہ ٹیکس کا سارا بوجھ وہ فرد خود اٹھاتا ہے جس پر عائد ہوا ہو اور دوسری وجہ یہ ہے کہ اس کی عائدگی اور وصولی کے لیے ٹیکس دہندہ اور ٹیکس انتظامیہ میں براہ راست رابطہ ہوتا ہے ان کے درمیان کوئی تیسرا فرد یا ایجنسی وغیرہ نہیں ہوتی۔ یہ محاصل اپنی نوعیت کے اعتبار سے زیادہ منصفانہ ہوتے ہیں کیونکہ جو اس کا اہل ہوتا ہے اسی کو ادا کرنا ہوتا ہے، اس کا ادا کرنے والا یہ محسوس کرتا ہے کہ وہ براہ راست حکومت کے اخراجات میں ہاتھ بٹا رہا ہے اور ملک و قوم کی خدمت کر رہا ہے۔

Direct tax creates a civic consciousness among the tax payers.[22]

لیکن اس کے ساتھ ساتھ اس محصول کا انتظام کرنا نسبتاً مشکل ہوتا ہے ریٹرن جمع کروانا، آمدنی کا اندازہ لگانا اکاؤنٹ درست رکھنا، قوانین بھی ذرا پیچیدہ ہوتے ہیں علاوہ ازیں چونکہ یہ محصول براہ راست ایک فرد کو متاثر کرتا ہے اس لیے اس سے بچنے کے لیے چور راستے بھی تلاش کئے جاتے ہیں۔

بلاواسطہ محاصل کی صورت میں محصول کا بوجھ وہی اٹھاتا ہے جو کہ اس کا اہل ہوتا جبکہ اس کے برعکس بالواسطہ محاصل میں محصول کا بار دوسروں کی طرف منتقل ہو جاتا ہے۔ اسلامی نظام مالیات بلاواسطہ محاصل کو پسند کرتا ہے۔

قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى[23]

[20] William. D. Halsey, Collier's Encyclopedia, Macmillan Educational Company, New York, 22:84

[21] International Encyclopedia of the Social Science, The Free Press, New York, 1997, 15:22

[22] Muhammad Sharif Ch. Taxation in Islam and Modern Taxes, Impact Publishers International, Lahore, P. 127.

[23] النجم 38

"وہ یہ کہ کوئی کسی کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔"

اس تصور محصول کی تائید میں حدیث مبارک سے بھی ہوتی ہے، حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

تؤخذ من اغنیاءھم فترد علی فقراءھم [24]

"یہ ان کے مالداروں سے لی جائے گی اور ان کے غریبوں پر خرچ کی جائے گی"

اس لیے اسلام کے اکثر محاصل بلاواسطہ ہیں، اور اسلام بلاواسطہ محاصل کی حوصلہ افزائی کرتا ہے اور بلواسطہ کی حوصلہ شکنی۔

دولت کی گردش قائم رہے

اسلام دولت کے متعلق یہ چاہتا ہے کہ وہ صرف چند ہاتھوں میں نہ جمع ہو کر رہ جائے بلکہ پورے معاشرے میں گردش کرتی رہے۔ قرآنِ کریم میں دولت کو جمع کر کے رکھنے والوں کے لیے وعید آئی ہے:

وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ [25]

"اور جو لوگ سونا اور چاندی جمع کرتے ہیں اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے انہیں دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دیجیے۔"

اَلَّذِیْ جَمَعَ مَالًا وَّعَدَّدَهٗ (2) یَحْسَبُ اَنَّ مَالَهٗۤ اَخْلَدَهٗ (3) كَلَّا لَیُنْۢبَذَنَّ فِی الْحُطَمَةِ (4) وَمَاۤ اَدْرٰىكَ مَا الْحُطَمَةُ (5) نَارُ اللّٰهِ الْمُوْقَدَةُ (6) الَّتِیْ تَطَّلِعُ عَلَى الْاَفْـٕدَةِ (7) اِنَّهَا عَلَیْهِمْ مُّؤْصَدَةٌ (8) فِیْ عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ (9) [26]

"جو مال کو جمع کرتا ہے اور اسے گنتا رہتا ہے۔ وہ خیال کرتا ہے کہ اس کا مال اسے سدا رکھے گا۔ ہر گز نہیں، وہ ضرور حطمہ میں پھینکا جائے گا۔ اور آپ کو کیا معلوم حطمہ کیا ہے۔ وہ اللہ کی بھڑکائی ہوئی آگ ہے۔ جو دلوں تک جا پہنچتی ہے۔ بے شک وہ ان پر چاروں طرف سے بند کر دی جائے گی۔ لمبے لمبے ستونوں میں۔"

كَیْ لَا یَكُوْنَ دُوْلَةًۢ بَیْنَ الْاَغْنِیَآءِ مِنْكُمْ [27]

"تاکہ وہ (مال) تمہارے دولت مندوں میں نہ پھرتا رہے۔"

[24] البخاری، ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب الزکوۃ، باب تؤخذ من اغنیائهم فترد علی فقرائهم، ج2، حدیث نمبر 1496، ص200۔

[25] التوبہ 34

[26] الھمزہ 2-9

[27] الحشر 7

اس لیے اسلام ک تصور محاصل کا بنیادی مقصد ہی دولت کی تقسیم اور گردش ہے اسلامی ریاست کا فرض بنتا ہے کہ وہ محصول عائد کرتے وقت اس بنیادی اصول کو لازمی مد نظر رکھے۔

تیقن کا اصول

محاصل کی قانونی حیثیت، مقدار، ضرورت ادائیگی، طریقہ ادائیگی، ادائیگی کا وقت وغیرہ محصول وصول کرنے والے اور دہندہ کو بھی اس کا مکمل علم ہونا چاہیے۔ حضور ﷺ اس کا خاص اہتمام فرماتے تھے۔عاملین کے تقرر کے وقت جو فرامین وہدایات ارشاد فرماتے ان میں تمام تفصیلات درج ہوتی تھیں۔ائمہ کرام نے اس کی توضیح میں فقہ کا مبسوط ذخیرہ پیش کر دیا ہے۔"اسلامی ریاست کے کسی ٹیکس کو لیں یہ اصول اس پر پورے طور لاگو ہوگا مثلاً زکواۃ، خراج، جزیہ، عشور وغیرہ۔ نبی کریم ﷺ اور خلفاء راشدین کے زمانے میں ان کی تمام جزئیات متعین تھیں اور ایسے تمام ٹیکسوں کی اسلام نے حوصلہ شکنی کی ہے جن کا عوام کو تیقن ہی نہ ہو۔"[28]

تحقیق کے نتائج

1. اسلام میں اصلاً صاحب نصاب لوگوں کے اموال پر صرف ایک ہی حق ہے اور وہ زکواۃ ہے۔
2. اگر حکومت مفاد عامہ کے لیے یا کسی ہنگامی ضرورت کے لیے عوام پر زکواۃ کے علاوہ محصول عائد کرنا چاہے تو شرعاً وہ اس امر کی مجاز ہے۔
3. محصولات کی اولین شرط یہ ہے کہ ملک و قوم کی سلامتی و بقاء اور عوام کی فلاح و بہبود کے لیے اس کی ضرورت حقیقی ہو اور دستیاب وسائل سے وہ ضرورت پوری نہ ہو سکتی ہو۔
4. محصول جس مقصد کے لیے لیا جائے اس مقصد کا پورا ہونا ضروری ہے۔
5. ٹیکس کی چوری کا الزام لگا کر مزید وصول کرنا بھی جائز نہیں ہے۔
6. اسلام بالواسطہ ٹیکس کے بجائے بلاواسطہ ٹیکس کی حوصلہ افزائی کرتا ہے کیونکہ اس کا اثر صرف انہیں پر ہوتا ہے جن سے ٹیکس وصول کرنا ہوتا ہے۔

[28] نور محمد غفاری، اسلام کا قانون محاصل، مرکز تحقیق دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری، لاہور، س-ن، ص38۔

تجاویز/ سفارشات

1. چونکہ مسلمانوں پر زکواۃ ہی اصلاًاور مستقلاًمالی حق ہے اس لیے زکواۃ کے علاوہ جو بھی محصول عائد کیا جائے گا وہ عند الضرورت وبقدر ضرورت ہونا چاہیے۔
2. ضرورت پوری ہو جانے پر اُس محصول کو ختم کیا جانا چاہیے۔
3. یہ نہایت ضروری ہے کہ حکومت اپنے اخراجات میں حتی الواسع کمی کرے اور ضروری اخراجات کو پورا کرنے کے لیے حکومت صرف چند ٹیکسوں پر اکتفا کرے۔
4. اسلام نے زکواۃ کی ایک ہی شرح اور آسان فارمولے سے یہ بتانا چاہا ہے کہ تمام ٹیکسوں کا فارمولا اس طرح سادہ اور یکساں ہونا چاہیے۔
5. اسلام میں محصول کی اہم شرط تشخیص اور وصولی میں عدل ومساوات ہے۔ کسی شخص کو اس کی طاقت سے زیادہ کسی امر کا مکلف نہیں کیا جانا چاہیے۔
6. ٹیکس کی مقدار کے بارے میں اصول یہ ہے کہ ہر شخص کی انفرادی ضروریات کی حد تک کفالت کرنے والی آمدنی سے ٹیکس وصول نہیں کرنا چاہیے۔اس کی ضروریات سے زائد آمدنی پر ٹیکس لگایا جائے۔
7. ایسے تمام ٹیکسوں کی اسلام نے حوصلہ شکنی کی ہے جن کا عوام کو تیقن ہی نہ ہو۔ محاصل کی قانونی حیثیت، مقدار، ضرورت ادائیگی، طریقہ ادائیگی، ادائیگی کا وقت وغیرہ محصول وصول کرنے والے اور دہندہ کو بھی اس کا مکمل علم ہونا چاہیے۔
8. ٹیکسوں کے قوانین اور قواعد اردو یا مقامی زبان میں ہوں۔
9. تمام زرعی محاصل (بالواسطہ اور بلاواسطہ) ختم کر کے زراعت پر صرف " عشر" نافذ کیا جائے اور یہ تمام مسلمان پاکستانی شہریوں پر بلا استثناء لاگو ہونا چاہیے۔
10. عشر کی ادائیگی کے بعد زرعی انکم ٹیکس کا کوئی جواز نہیں عشر ادا کرنے والے اس کی ادائیگی سے مستثنیٰ قرار دیے جائیں۔

11. مصارف عشر کے حوالہ سے آرڈیننس پر نظر ثانی کی جائے اس سلسلے میں اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان سے راہنمائی لی جاسکتی ہے۔

12. غیر مسلموں سے زرعی فلاحی ٹیکس کے نام سے زرعی محصول وصول کیا جاسکتا ہے جو کہ انہی کی فلاح و بہبود پر خرچ کیا جائے اور اس کی شرح عشر کے برابر ہونی چاہیے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial-ShareAlike 4.0 International (CC BY-NC-SA 4.0)